

## ”متاعِ آسمانی“

## (قرآن کریم)

(تقریر نمبر 3)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ۚ لَا يَسْئُرُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۚ تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (الواقعة: 79-81)

یعنی ایک چھپی ہوئی کتاب میں (محفوظ) ہے۔ کوئی اسے چھو نہیں سکتا سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔ (اس کا) اتارا جانا تمام جہانوں کے رب کی طرف سے ہے۔

کہاں تک حرص و شوق مالِ فانی!  
اُٹھو ڈھونڈو! متاعِ آسمانی

میرے معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر جسے میں اوپر پڑھ آیا ہوں میں استعمال الفاظ ”متاعِ آسمانی“ پر گفتگو کا سلسلہ گزشتہ دوروز سے جاری ہے۔ سب سے قبل میں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو متاعِ آسمانی کے طور پر پیش کر کے اُس کے ساتھ تعلق کو بیان کیا۔ پھر تقریر نمبر 2 میں پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ”متاعِ آسمانی“ پیش کیا اور آج قرآن کریم کو بطور ”متاعِ آسمانی“ پیش کرنے کی توفیق پارہا ہوں۔

گزشتہ دو تقاریر میں خاکسار ”متاع“ کے لغوی معانی تفصیل سے بیان کر چکا ہے۔ یہاں بھی اختصار سے ذکر خالی از فائدہ نہ ہو گا۔ ”متاع“ پونجی، اثاثہ اور Assets کے علاوہ ایسے سامان کے ہیں جو تجارت میں لگایا جاتا ہے اور منافع کا موجب بنتا ہے۔ جس طرح انسان اس مادی زندگی میں گزارہ کرنے کے لیے تجارت کرتا ہے اور یہ فائدہ اپنی مادی زندگی کو بہتر رنگ میں گزارنے میں کام آتا ہے بعینہ اسلام میں دینی اور روحانی تجارت کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصف میں اس روحانی تجارت کا ذکر فرمایا ہے کہ

اے مومنو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت کی خبر دوں، جو تم کو دردناک عذاب سے بچالے گی۔ وہ تجارت یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے رستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے۔ تمہارے ایسا کرنے پر، وہ تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا اور تم کو ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہیں بہتی ہیں اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں کے پاک مکانوں میں (تم کو رکھے گا)۔ یہ بڑی کامیابی ہے (جو وہ تم کو دے گا)

اس کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہے جس کے تم بہت چاہنے والے ہو وہ اللہ کی تائید ہے اور ایک جلد ہی حاصل ہونے والی فتح ہے اور مومنوں کو بشارت دے دو کہ (ان کو ایک جلد حاصل ہونے والی فتح بھی ملے گی) اے مومنو! تم اللہ (کے دین) کے مددگار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے جب حواریوں سے کہا کہ خدا کے (قریب لے جانے والے) کاموں میں میرا کون مددگار ہے۔ تو وہ بولے کہ ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں۔ پس بنی اسرائیل کا ایک گروہ تو ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔ جس پر ہم نے مومنوں کی ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی اور مومن غالب آگئے۔

(ترجمہ از تفسیر صغیر آیات 11-15)

اگر اس ترجمہ کا خلاصہ پیش کریں تو یہ ہے کہ یہ تجارت اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے جس کے بدلے یعنی منافع کے طور پر دردناک عذاب سے بچائے جاؤ گے۔ گناہ معاف ہوں گے اور جنت میں داخل کیے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ملے گی۔ انصار اللہ کہلاؤ گے۔

حضرت مصلح موعودؑ نے فضل سے مراد تجارت ہی لی ہے جو فائدہ مند ہو۔

(تفسیر صغیر صفحہ 55)

پس قرآن کریم بھی ایسی متاعِ آسمانی ہے جس پر تجارت کی جاسکتی ہے۔ اس کے ساتھ عشق اور محبت کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے حصول کے لئے تجارت ہے۔ اس کی تلاوت کرنا اور ہر حرف پر دس نیکیاں حاصل کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں تجارت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔  
”يَا عَائِشَةُ! لِيَكُنْ شِعَارَكَ الْعِلْمُ وَالْقُرْآنُ“

(حدیقتہ الصالحین حدیث نمبر 1006)

یعنی اے عائشہ! تمہارا شعار، علم اور قرآن کریم ہو۔

مکرم ملک سیف الرحمن صاحب مرحوم نے اس ترجمہ کے بعد بریکٹ میں تحریر فرمایا ہے یعنی قرآن اور علم کے ساتھ تمہیں اس قدر محبت ہونی چاہئے کہ اس سے زیادہ قریب اور پیاری چیز تمہیں کوئی نہ ہو۔

شعار اُس لباس کو کہتے ہیں جو جسم کے ساتھ لگا رہے۔ قرآن ایسا متاعِ آسمانی ہے کہ جس طرح انسان اپنی مادی اموال و زر کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھتا ہے۔ جیسے بعض عورتیں اپنے زیور کو گھر سے باہر جاتے بھی اپنے ہینڈ بیگ میں رکھتی ہیں گویا جسم کا حصہ بنائے رکھتی ہیں۔ ایسے ہی قرآن کریم اور اُس کی تعلیمات پر اس طرح عمل کرنا ضروری ہے کہ وہ جسم کا ہی حصہ ہو گیا ہو۔ قرآن کو یا اس کے بعض حصے حفظ کرنا بھی قرآن کو جسم سے چمٹائے رکھنے کے مترادف ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

جس کو اس سرمایہ آسمانی کا کچھ حصہ بھی یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

(ترمذی کتاب فضائل القرآن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم پڑھنے والے کی مثال اُس نارنگی کی سی ہے جس کا مزہ اچھا اور خوشبو عمدہ ہو اور تلاوت نہ کرنے والے مؤمن کی مثال کھجور کی سی ہے جو مزے دار تو ہوتی ہے مگر اُس میں خوشبو نہیں ہوتی۔

(حدیقتہ الصالحین حدیث نمبر 154)

پھر فرمایا جو اس متاعِ آسمانی کی خوش الحانی سے تلاوت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم سے بہت محبت تھی۔ آپ اس کی خوب تلاوت فرماتے۔ اپنی ذاتی نماز پڑھتے ایک ہی رکعت میں سورۃ البقرہ، سورۃ ال عمران کی تلاوت کرتے تھے۔ صحابہؓ سے بھی قرآن سننا بہت پسندیدہ شغل تھا۔ بخاری کتاب الفضائل کی روایت ہے کہ حضورؐ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ مجھے کچھ حصہ قرآن کا سناؤ۔ آپؐ نے سورۃ النساء کی تلاوت کرنی شروع کی۔ آپؐ جب فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ آیت پر پہنچے تو فرمایا۔ بس کرو۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جب حضورؐ کے چہرہ مبارک پر نگاہ کی تو آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ الغرض یہ متاعِ آسمانی ہر مؤمن کا ایسا سرمایہ حیات ہے جس کے بغیر ایک مؤمن کی زندگی ادھوری ہے۔ ایک اصل متاعِ آسمانی جس سے قرآن کریم سے ہمیں آگاہی ہوتی ہے۔ وہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 79 میں إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے صبح کے وقت قرآن کے پڑھنے کو بھی لازم سمجھو۔ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا یقیناً اللہ کے حضور ایک مقبول عمل ہے۔ ہر نیکی کسی بھی وقت ہو سکتی ہے لیکن بعض نیکیوں کے مقبول وقت بھی ہوتے ہیں جیسے نوافل کا مقبول وقت تہجد کا وقت ہے جو ایک انسان کو مقام محمود یعنی حمد والے مقام پر لاکھڑا کرتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت کے لئے صبح کا وقت مقبول عمل ہے جو آخری روز اُس کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اس کی بدولت اُسے انعامات سے نوازا جائے گا۔ اس لئے قرآن کے گرد گھومنے، اُسے سمجھنے اور اُس کے احکام پر عمل کرنے کے لئے عہد و پیمانہ باندھنے کا وقت صبح کا وقت ہے۔ جس میں سچی خواہیں آتی ہیں اور الہامات و کشف ہوتے ہیں جو اپنی ذات میں متاعِ آسمانی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ فجر کا پڑھا ہوا قرآن گواہی دے گا، جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ترجمہ فرمایا ہے کہ صبح کے وقت کا پڑھا ہوا قرآن خدا کے حضور ایک مقبول امر ہے۔ قادیان اور ربوہ کے گھروں میں صبح کے وقت تلاوت قرآن کی آوازیں آیا کرتی تھیں اور خلفاء اس امر کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے کہ دنیا بھر میں ہر احمدی کے گھر میں صبح کے وقت قادیان اور ربوہ کی طرح تلاوت قرآن کی آوازیں آیا کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر اُس منظوم کلام میں سے لیا گیا ہے جو آپ نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت مبارک بیگم صاحبہ کی پہلی بار قرآن کریم کا دور مکمل کرنے پر آمین کے موقع پر بطور شکرِ خداوندی لکھا۔ اس لیے بطور متاعِ آسمانی قرآن کریم ایک روحانی پانی ہے جو آسمان سے نازل ہوا اور ماڈی پانی کی طرح اس روحانی پانی سے زندگی کو تروتازہ کر لیا۔ اس متاعِ آسمانی کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے (الحجر: 10) قرآن کریم الفرقان ہے (الفرقان: 2) ذکرِ مبارک ہے (الانبیاء: 51) کتابِ مکتون ہے (الواقعہ: 79) کتابِ مسطور ہے (الطور: 3) یہ الہی صحیفہ ایسا متاعِ آسمانی ہے جس میں گزشتہ صحیفوں کی ہر بہترین تعلیم جمع ہے۔ یعنی یہ متاعِ آسمانی ایسی تعلیمات کا مجموعہ ہے جس میں کوئی چیز قرآن کریم سے باہر نہیں ہے (الانعام: 39) اس کا کوئی شعشعہ نہ تبدیل ہو گا یا منسوخ ہو گا (البقرہ: 107) نہ اس کی تعلیمات میں اختلاف ہے (النساء: 83)

جب بارش ہوتی ہے تو اُس سے فائدہ اٹھانے کے بھی آداب ہیں۔ اسی طرح روحانی پانی کے استعمال اور اس سے فائدہ اٹھانے کے آداب ہیں جیسے تلاوت سے پہلے استعاذہ یعنی تعوذ پڑھو (النحل: 99)۔ قرآن کو خاموشی سے سنو (الاعراف: 209) پاک ہو کر قرآن کو چھوؤ (الواقعہ: 80) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”قرآن کریم صرف اپنی بلاغت و فصاحت ہی کے رُو سے بینظیر نہیں بلکہ اپنی ان تمام خوبیوں کی رُو سے بینظیر ہے جن خوبیوں کا جامع وہ خود اپنے تئیں قرار دیتا ہے اور یہی صحیح بات بھی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ صادر ہے اُس کی صرف ایک خوبی ہی بیشمار نہیں ہونی چاہئے بلکہ ہر ایک خوبی بیشمار ہوگی... خدا تعالیٰ کی پاک اور سچی کلام کو شناخت کرنے کی یہ ایک ضروری نشانی ہے کہ وہ اپنی جمیع صفات میں بے مثل ہو۔“

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 60)

فرمایا:

”سب سے سیدھی راہ اور بڑا ذریعہ جو انوار یقین اور تواتر سے بھر اہو اور ہماری روحانی بھلائی اور ترقی کے لئے کامل رہنما ہے قرآن کریم ہے جو تمام دنیا کے دینی نزاعوں کے فیصلہ کرنے کا منکفل ہو کر آیا ہے جس کی آیت اور لفظ لفظ ہر راہ طور کا تواتر اپنے ساتھ رکھتی ہے اور جس میں بہت سا آبِ حیات ہماری زندگی کے لیے بھر اہو ہے اور بہت سے نادر اور بیش قیمت جو اہر اپنے اندر مخفی رکھتا ہے جو ہر روز ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ یہی ایک روشن چراغ ہے جو عین سچائی کی راہیں دکھاتا ہے۔ بلاشبہ جن لوگوں کو راہِ راست سے مناسبت ہے اور ایک قسم کا رشتہ ہے ان کا دل قرآن شریف کی طرف کھینچا چلا جاتا ہے اور خدائے کریم نے ان کے دل ہی اس طرح کے بنا رکھے ہیں کہ وہ عاشق کی طرح اپنے اس محبوب کی طرف جھکتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 381)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ ایک لاثانی موتی ہے اس کا ظاہر بھی نور ہے اس کا باطن بھی نور ہے اور اس کے ہر لفظ اور کلمہ میں نور ہے وہ ایک روحانی جنت ہے جس کے خوشے پھلوں سے جھکے ہوئے ہیں اور اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں... اگر قرآن نہ ہوتا تو مجھے میری زندگی کا مزہ نہ آتا۔ میں نے اس کے حسن کو ہزاروں یوسفوں سے بڑھ کر پایا۔“ (ترجمہ از عربی۔ آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 545)

فرمایا:

”میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گزرا ہے مگر میں سچ مچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمالِ صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔“

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 62 طبع اول)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کے متعلق فرماتے ہیں جس سے متاع آسمانی کا علم ہوتا ہے۔

”یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔ میں جو ان تھاب بوڑھا ہوا مگر میں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔“  
(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 442-443)

آپ علیہ السلام کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظلّ تھے سو تم قرآن کو تدبیر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَيْرُ كُلُّهُ فِي الْقُرْآنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

سامعین! اب خلفاء احمدیت کے ارشادات کو دیکھتے ہیں کہ کس انداز میں کس عہدگی کے ساتھ قرآن کریم کو متاع آسمانی قرار دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں۔  
”میں نے دنیا میں بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔ مگر ایسی دلربا، راحت بخش اور لذت دینے والی جس کا نتیجہ دکھ نہ ہو۔ نہیں دیکھی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا ایسی کوئی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے۔ طبیعت اکتانے کی بجائے، چاہے گی کہ اور وقت اس پر صرف کرو۔“  
(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 34)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

”قرآن کریم کو جو فضیلت حاصل ہے وہ انہی باتوں میں نہیں جو اس میں دوسری الہامی کتابوں سے زائد ہیں بلکہ جو باتیں پہلی کتابوں میں موجود ہیں ان کے لحاظ سے بھی قرآن کریم افضل ہے۔ میں غور کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر پہلی کتابوں میں کپڑے بدلنے کا کوئی طریق بتایا گیا ہے تو قرآن کریم نے اس سے بہتر اور عمدہ طریق پیش کیا ہے۔ اگر ان میں کھانا کھانے کے متعلق حکم دیا گیا ہے تو اس کا بھی قرآن کریم نے ان سے اچھا طریق پیش کیا ہے۔ گویا کوئی معمولی سے معمولی بات بھی قرآن کریم نے ایسی نہیں بتائی جس میں اس کے برابر کوئی اور کتاب ہو۔“

(فضائل القرآن نمبر 3 صفحہ 131)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

”جسمانی بیمار اپنے لیے عمدہ طبیب تلاش کرتے ہیں اور طبیب بھی عمدہ نسخہ تلاش کر کے جو فائدہ مند ہو اور نقصان دہ نہ ہو اس کے لیے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِنَّ مَّا تَدْعُوْنَ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ عَلَيْهِ حُكْمٌ وَلَا رَيْبٌ فِيْهِ۔ اس میں نقصان ہر گز نہیں اس میں ہلاکت نہیں ہے۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ اس میں پرہیزگاروں کے لیے بڑے فوائد ہیں۔ جب کسی کو ایسا نسخہ مل جائے اور وہ پھر اسے استعمال نہ کرے تو اس کی تباہی میں کیا شک ہے۔“  
(خطبات محمود سال 1914ء صفحہ 18)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بھی اور دنیا کی نگاہ میں بھی کبھی عزت حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر آپ نے اپنی زندگی کا مقصد حاصل کرنا ہے اور اگر آپ نے اس غرض کو جس کے لئے یہ جماعت قائم کی گئی ہے حاصل کرنا ہے تو ضروری ہے کہ آپ قرآن کریم سے پیار کرنے والے ہوں۔ اس طرح کہ اس کے تمام احکام پر عمل کرنے والے ہوں۔ قرآن کریم کی عزت کرنے والے ہوں۔ قرآن کریم کے نور سے خود بھی منور ہوں اور پھر اس نور کی دنیا میں اشاعت بھی کریں۔“

(الفضل 17/ اگست 1966ء صفحہ 2-6)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”کلام الہی سے محبت ایک ایسی چیز ہے جو نسلوں کو سنبھالے رکھتی ہے... قرآن کریم پر زور دینا اور تلاوت سے اس کا آغاز کرنا بہت ہی اہم ہے... سفر آخرت کے لئے روزانہ کا سفر ضروری ہے اور روزانہ کے سفر میں زادِ راہ قرآن کریم ہے... ہر گھر والے کا فرض ہے کہ وہ قرآن کی طرف توجہ دے، قرآن کے معانی کی طرف توجہ دے، ایک بھی گھر کا فرد ایسا نہ ہو جو روزانہ قرآن کے پڑھنے کی عادت نہ رکھتا ہو اور قرآن کریم کو پھر مضامین سمجھ کر پڑھے اور جو بھی ترجمہ میسر ہو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے... قرآن کریم کے ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی طرف ساری جماعت کو متوجہ ہونا چاہئے کوئی بھی ایسا نہ ہو جس کے پاس سوائے اس کے کہ شرعی عذر ہو جو روزانہ قرآن کریم کی تلاوت سے محروم رہے... تلاوت کا آغاز تلاوت کے برتن قائم کرنے سے ہوتا ہے اور برتن سے میری مراد یہ ہے کہ شروع کر دیں تلاوت پھر رفتہ رفتہ علم بڑھائیں اور تلاوت کو معارف سے بھرنے کی کوشش کریں، معارف سے پہلے علم سے بھرنے کی کوشش ضرور کریں۔“

(خطبہ جمعہ 4 جولائی 1997ء کینیڈا)

سامعین! ہمارے پیارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

”قرآن کریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ پاک کتاب ہے اور ہر قسم کے ممکنہ عیب سے پاک ہے اور نہ صرف پاک ہے بلکہ ہر قسم کی حسین اور خوبصورت تعلیم اس میں پائی جاتی ہے جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے اور اس میں وہ تمام خوبیاں شامل کر دی گئی ہیں جن کی پہلے صحیفوں میں کمی تھی اور اب یہی ایک تعلیم ہے جو ہر ایک قسم کی کمی سے پاک ہے۔ بلکہ اس تعلیم پر عمل کر کے ہر بُرائی سے بچا جاسکتا ہے اور نہ صرف بچا جاسکتا ہے بلکہ اس کی تعلیم پر عمل کرنے اور اس تعلیم کو لاگو کرنے سے ہی اپنی اور دنیا کی اصلاح ممکن ہے۔ یعنی یہ تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری یہی اب دنیا کی اصلاح کی، دنیا میں نیکیاں رائج کرنے کی، دنیا میں امن قائم کرنے کی، دنیا میں عبادت گزار پیدا کرنے کی، دنیا میں ہر طبقے کے حقوق قائم کرنے کی ضمانت ہے۔ تو جس نبی پر یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کامل اور مکمل تعلیم اُتری اور جو خاتَمَ النَّبِیِّیْنَ کہلائے، جن کے بعد کوئی نئی شریعت آہی نہیں سکتی اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔ تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اس تعلیم پر کس قدر عمل کرنے والے ہوں گے، اس کا تصور بھی انسانی سوچ سے باہر ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جنہوں نے اس پاک کلام کو سمجھا، وہ آپ ہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے اس کلام کا مکمل فہم اور ادراک حاصل ہوا۔ یہ آپ ہی کی ذات ہے جس کو اپنے پر اُترنے والی اس آخری کتاب، اس آخری شریعت، کلام کے مطالب اور معانی کے مختلف زاویوں اور اس کے مختلف بطون کو سمجھنے کا کامل علم حاصل ہوا۔ گویا یہ خاتَمَ النَّبِیِّیْنَ کی ذات ہی تھی جس نے اس خاتَمَ انْکُنْتُب کو سمجھا اور نہ صرف اس گہرائی میں جا کر عمل کیا بلکہ صحابہؓ کو بھی وہ شعور عطا فرمایا جس سے وہ اس کو سمجھ کر پڑھتے تھے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس آخری کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی اور شریعت یا کتاب سے رہنمائی لی جائے۔ کیونکہ پہلوں کی باتیں بھی اس میں آچکی ہیں اور آئندہ کی باتیں اور خبریں بھی اس میں آچکی ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 مارچ 2005ء)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”جیسا کہ خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّهُ لَقُرْآنٌ کَرِیْمٌ۔ فِی کِتَابٍ مَّکْنُونٍ۔ لَا یَسْمَعُ إِلَّا الْبَاطِنَ الَّذِیْنَ (الواقعة: 78-80) کہ یقیناً ایک عزت والا قرآن ہے، ایک چھپی ہوئی کتاب ہے، محفوظ کتاب ہے کوئی اسے چُھو نہیں سکتا، سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔“

ان آیات میں جہاں غیر مسلموں کے لئے قرآن کریم کی عزت و عظمت کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان کو بتایا گیا ہے کہ اس کی عظمت ہے۔ ایک ایسی کتاب ہے جو بیش بہا خزانہ ہے۔ جس کی تعلیم محفوظ ہے یعنی اس کے نزول کے وقت سے یہ محفوظ چلی آرہی ہے اور تاقیامت محفوظ رہے گی۔ لیکن فائدہ وہی اٹھائیں گے جو پاک دل ہو کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں گے۔ وہاں مسلمانوں کے لئے بھی اس میں نصیحت ہے کہ صرف مسلمان ہو کر اس سے فیض نہیں پایا جاسکتا۔ جب تک پاک دل ہو کر اس پر عمل نہیں کرتے اور اس کا مکمل فہم حاصل نہیں کرتے اور اس دُرِّ مکنون کو حاصل کرنے کے لئے ان مُطَهَّرِیْنَ کی تلاش نہیں کرتے جن کو خدا تعالیٰ نے اس کے فہم سے نوازا ہے یا نوازتا ہے اور اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور خدا تعالیٰ کے وعدے کے مطابق یہ مقام آنے والے مسیح و مہدی کو ہی ملنا تھا اور ملا ہے اور خدا تعالیٰ سے براہ راست علم پا کر آپ نے اس عظیم کتاب کے اسرار و موزہ ہم پر کھولے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 ستمبر 2009ء)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” قرآن کریم میں خدا تعالیٰ ہدایت پانے کے بارے میں فرماتا ہے۔ اس میں قرآنی تعلیم کے مطابق روحانی ہدایت بھی ہے اور آئندہ آنے والے علوم کی طرف راہنمائی کی ہدایت بھی ہے۔ فرمایا: اَنْ اَشْلُوْا الْقُرْاٰنَ فَتَنْ اِهْتَدٰى فَاِنَّهَا يَهْتَدٰى لِنَفْسِهٖ (النمل: 93) اور یہ کہ قرآن کی تلاوت کرو۔ پس جس نے ہدایت پائی تو وہ اپنی ہی خاطر ہدایت پاتا ہے۔ پھر تلاوت کرنے سے قرآن کریم میں ہدایات نظر آئیں گی۔ لیکن ہر قسم کی ہدایت وہی پاسکتے ہیں جن کے متعلق یہ فیصلہ آچکا ہے کہ اِلَّا الْبٰطِلُ هَرُوْنَ کہ جب تک پاک صاف نہیں ہوں گے۔ اس کے بغیر سمجھ نہیں آئے گی۔ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے بھی پاک ہونا شرط ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ ستمبر 2009ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی نظر کا اظہار ہے۔ غائب اور حاضر اور دور اور نزدیک اور چھوٹی اور بڑی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ پس یہ اعلان ہے مومن کے لئے اور غیر مومن کے لئے بھی، مسلمان کے لئے بھی اور کافر کے لئے بھی کہ یہ عظیم کتاب کامل علم رکھنے والے خدا کی طرف سے اتاری گئی ہے اور اس میں تمام قسم کے علوم، واقعات، انذار، خبریں اور اس کے ماننے والوں کی ذمہ داریوں کے بارے میں بھی بتا دیا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص کتاب ہے اسی لئے اس کتاب کے نازل ہونے کے بعد اس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ بھی رکھا ہوا ہے اور اس کے نازل ہونے کے بعد نہ اس کا انکار کرنے والے کے لئے راہ فرار ہے اور نہ ہی اس کو ماننے کا دعویٰ کر کے عمل نہ کرنے والوں کے لئے کوئی عذر رہ جاتا ہے۔ پس ماننے والوں کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب صداقت کا اقرار کیا ہے تو اپنے قبلے بھی درست رکھنے ہوں گے۔ اپنی نیتوں کو بھی صحیح نچ پر رکھنا ہو گا۔ اپنے نفس کا جائزہ بھی لیتے رہنا ہو گا۔ صرف یہ کہنا کہ ہم قرآن کریم کو پڑھتے ہیں اور یہ کافی ہے۔ یہ کافی نہیں ہے۔ صرف یہ کہنا کہ ہم اس کے ذریعہ سے دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہیں تو یہ کافی نہیں ہے۔ بلکہ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس کے پڑھنے سے ہمارے اندر کیا تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11/ ستمبر 2009ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” اگر ایک مومن کو قرآن کریم سے حقیقی محبت ہے تو وہ اس معیار پر خود بھی پہنچنے کی کوشش کرے گا اور کرتا ہے اور اپنے بچوں کو بھی وہاں تک لے جانے کی کوشش کرے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ شرّ اور بُرائی سے رکنا کوئی کمال نہیں۔ کسی بُری حرکت سے رکنا، کسی شرّ سے رکنا یہ تو کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ ہمارا مطّح نظر نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہمیں اپنے نارگٹ بڑے رکھنے چاہئیں اور اُس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے کہ قرآن کریم میں بیان ہوئی ہوئی تمام قسم کی نیکیوں کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش کریں۔ جب یہ کوشش ہر مرد، عورت اور بچے سے ہو رہی ہوگی تو ایک پاک معاشرے کا قیام ہو رہا ہوگا۔ اُس معاشرے کا قیام ہو گا جس کو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ آئے دن جو اسلام اور قرآن کریم پر اعتراض کرنے والے ہیں اُن کے منہ بھی بند ہوں گے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16/ دسمبر 2011ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(کمپوزر: تمثیل احمد۔ مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

